حریم رازِ وحدت

مدح امام محمد تقی الجواد علیہ السّلام

علامہ سید محمد رضی سعیدؔ صاحب قبلہ، کراچی

جن میں انجامِ فریبِ زندگی کے ساز تھے
بس وہی نغمے مری تعمیر کا آغاز تھے

فصلِ گل تھی ہم نوا، برگ و شجر دمساز تھے
آشیاں پھولوں میں تھا اہلِ چمن ہمراز تھے

دَور تھا وہ بھی کہ ہم محوِ خرام ناز تھے
دل فریبی کے لئے دل کے دریچے باز تھے

شعلۂ برق و شرر پر تھی بنائے آشیاں
اور طوفانوں کے دھارے گوش بر آواز تھے

ذرّہ ذرّہ میں نہاں تھا انقلابِ آرزو
جن کے بال و پر نہ تھے وہ مائلِ پرواز تھے

مُطربِ فطرت کے نغمے تھے ہماری لے میں سب
زندگی کے ساز جتنے تھے وہ ہم آواز تھے

گونج اُٹھی تھی فضائے دو جہاں نغمہ وہ تھا
انقلاباتِ زمانہ ساز کی آواز تھے

ہر طرف رنگینیاں تھیں ہر طرف رقصاں شباب
فصلِ گل آتے ہی محفل کے عجب انداز تھے

تجھ کو کیا معلوم اے ناواقفِ اَسرارِ ذوق
ایک نغمہ تھا مگر بدلے ہوئے انداز تھے

آبشاروں کی صدا میں گُم تھی آوازِ ہزار
ساز کے پردے میں پنہاں گلستاں کے راز تھے

محو گلگشتِ چمن میں تھے طیورِ خوش نوا
باغ میں عِشوہ گری کے نِت نئے انداز تھے

کچھ قفس کی قید میں تھے کچھ ہوا کے دوش پر
ڈالیوں کی چھاؤں میں کچھ محوِ خوابِ ناز تھے

فطرتیں بدلی ہوئی تھیں طرز تھے سب کے جدا
کچھ فدائے رنگ و بو تھے کچھ اسیرِ آز تھے

کوئی محوِ رقص تھا اور کوئی تھا نغمہ سرا
کچھ تو بس تولے ہوئے پر مائلِ پرواز تھے

سُرخ آنکھیں کر رہی تھیں فاش رازِ عشق کو
اور چہروں کے پریدہ رنگ، خود غمّاز تھے

جلوۂ حسنِ جہاں آرا کے شوقِ دید میں
نرگسِ شہلا کی آنکھوں کے دریچے باز تھے

دم بخود بیٹھے رہے اُس حُسن کی محفل میں ہم
بزمِ خوباں میں جو آئے تھے بڑے طنّاز تھے

ہم بھی دھوکا کھا گئے کانٹوں کو سمجھے ہیں یہ پھول
رنگ خاروں کے، چمن میں کچھ غلط انداز تھے

ختم ہوتا ہے جہاں انجام حُسن و عشق کا
بس وہی نقطے مری تعمیر کا آغاز تھے

اک اکیلی شمع تھی جس کا کوئی نغمہ نہ تھا
گر رہے تھے جس کے آنسو اور بے آواز تھے

تیرا کیا اے شمعِ محفل موت میں اس کی قصور!
تیرے پروانے کے قاتل خود پرِ پرواز تھے!

شب کو جب اُس راہ سے گذرا تھا میں پچھلے پہر
مست آنکھوں کی قسم درمیکدے کے باز تھے

جام تھے خاکِ نجف کے جن میں کوثر کی شراب ۔۔۔ میکدے کے لوگ کیا تھے پیکر اعجاز تھے
گونج اُٹھا نعرۂ توحید سے سارا جہاں ۔۔۔ اک ترانہ تھا ہمارا اور ہزاروں ساز تھے
تھے ہماری ہی صفوں میں ایسے فخرِ روزگار ۔۔۔ جن کے افکار و عمل گنجینۂ اعجاز تھے
لرزہ براندام تھا للکار سے جن کی جہاں ۔۔۔ ایسے یکتائے زمانہ فارسِ وجانباز تھے
فخر تھا جن کی امامت پر کتاب اللہ کو ۔۔۔ جن کے طرزِ گفتگو میں وحی کے انداز تھے
تھی حریم رازِ وحدت جن کی افتادِ مزاج ۔۔۔ جو مشیت کے لب و لہجے میں ہم آواز تھے
یہ نویں منزل ہے اُن کی جن کے پہلے گام پر ۔۔۔ پیر کے نیچے فرشتوں کے پر پرواز تھے
نام بھی نام محمدؐ شان بھی شانِ رسولؐ ۔۔۔ تھا وہی نقشہ وہی لہجہ وہی انداز تھے
تھا کبھی اس نور کا دوشِ محمدؐ پر قیام ۔۔۔ اور کبھی جبریلؑ کے پر فرشِ پا انداز تھے
چاند یہ دسویں رجب کی رات کو طالع ہوا ۔۔۔ جس کے نورِ رُخ میں برقِ طور کے سب راز تھے
اُس کو ملنا تھا جوانی میں محمدؐ کا شباب ۔۔۔ بچپنے میں جس کے ابراہیمؑ کے انداز تھے
نور کے ہوتے ہی ظاہر ہوگئے گل سب چراغ ۔۔۔ اُن کے کیا انجام ہوں گے جن کے یہ آغاز تھے
امتحاں لیتی ہے دنیا ان کے علم وفضل کا ۔۔۔ جن کے دل وحیِ الٰہی کے حریمِ ناز تھے
رازِ تخلیق جہاں تھے، محورِ تقدیر تھے ۔۔۔ گردشِ ایّام کا انجام اور آغاز تھے
کیا مٹا سکتی ہے دنیا نام کو ان کے سعیدؔ ۔۔۔ جو دلِ فطرت کی دھڑکن، وقت کی آواز تھے

❁❁❁

نورِ سحر

مدح امام علی نقی علیہ السلام

یہ کس نے بزم میں آکر نقابِ رُخ اٹھائی ہے ۔۔۔ یہ کس نے جان دے کر عشق کی قیمت بڑھائی ہے
یہ کس نے داستانِ دردِ دل چھیڑی نئے سر سے ۔۔۔ چمن میں گوش بر آواز پھر ساری خدائی ہے
یہ کس نے سرخ آنکھوں سے فلک کی سمت دیکھا تھا ۔۔۔ شفق بن کر لباسِ آسماں اب تک حِنائی ہے
یہ کون آیا ہے بزمِ عشق میں نورِ سحر بن کر ۔۔۔ نظر بہرِ تماشا حُسن نے بھی خود اُٹھائی ہے
یہیں رہنے دو میری خاک اب روزِ قیامت تک ۔۔۔ اسی کوچے میں میں نے زندگی اپنی گنوائی ہے
یہ کس کا نقش ہے آئینۂ امکاں کے دامن پر ۔۔۔ فرازِ دو جہاں میں یہ صدا کس کی سمائی ہے
ہمیں نے طرحِ نَو ڈالی ہے عالم کے جریدے میں ۔۔۔ ہمیں نے نوعِ انساں کو نوائے دل سُنائی ہے
نہ پوچھو وسعتِ عرشِ الٰہی قلبِ مومن سے ۔۔۔ یہ پیمانہ ہے وہ جس میں نہاں ساری خدائی ہے
قسم کھانے لگے وَالنَّجم کہہ کر وہ فلک والے! ۔۔۔ علیؑ کے گھر پہ تارے نے نظر اپنی جمائی ہے

شبِ ہجرت نبیؐ کی سبز چادر اوڑھنے والے
تری اس نیند نے اسلام کی قسمت جگائی ہے
وہی نام و لقب، تیور وہی کشور کشائی کے
وہی زورِ ید اللّٰہی وہی محکم کلائی کے
اُسی تلوار کا وارث ہے یہ بچہ جو خیبر میں
امینؑ وحی نے اپنے پروں پر آزمائی ہے
علیؑ کی آرزو ہے، یہ محمدؐ کی تمنا ہے
یہ حاصل ہے رسالتؐ کا امامت کی کمائی ہے
سعیدؔ اس نور نے نو منزلیں اب تک گذاری تھیں
یہ دسواں بُرج ہے جس میں امامت آج آئی ہے

✿✿✿

(بقیہ..........شیعیت کا تعارف)

(۸) ایک افترا اور بہتان ہمارے خلاف یہ ہے کہ شیعہ عیدنوروز اور عید غدیر پر(معاذ اللہ) ہر حرام کو حلال قرار دے لیتے ہیں۔ حاشاء کلا و الی اللّٰہ الشکویٰ۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے یہاں نوروز اور عید غدیر میں مثل عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے نمازیں اور دعائیں وارد ہیں جو ذکر الٰہی پر مشتمل ہیں اور متبرک دنوں میں ہمارے یہاں خیر وخیرات کا اہتمام دوسرے عام دنوں سے زیادہ کیا جاتا ہے۔اس کے خلاف جو بھی کہا جائے وہ افترا و بہتان کے سوا کچھ نہیں۔

(۹) کہا جاتا ہے کہ شیعوں کے یہاں حضرت امام حسینؑ کی عزاداری کو کافی سمجھا جاتا ہے۔اور نماز روزہ کسی چیز کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔یہ بھی غلط اور بالکل غلط ہے۔ہم نماز روزہ کے وجوب کو ضروریات دین میں سے جانتے ہیں اور اس کے منکر کو کافر مانتے ہیں اور محبت اہلبیتؑ کا حقیقی تقاضا احکام الٰہی کی اطاعت ہی کو سمجھتے ہیں۔

اس کے علاوہ اور رکیک وبے بنیاد افواہیں کتنی ہیں جو صرف نفرت پیدا کرنے کے لئے ہم پر عائد کردی گئی ہیں،مثلاً شیعہ اہل سنت کو جو پانی وغیرہ دیتے ہیں، وہ تھوک کر دیتے ہیں یا تازہ بتازہ تہمت جو پاکستان اور بالخصوص کراچی کے کچھ حلقوں میں چلی ہے کہ ہر سال شیعہ کسی سنی کو حلال کرتے ہیں اور ذوالجناح کی چادر پر جو سرخ دھبّے ہوتے ہیں یہ اسی خون کے چھینٹے ہوتے ہیں۔یہ ایسی لچر پوچ اور بے بنیاد باتیں ہیں جن کی رد کسی علمی رسالہ کے شایان شان نہیں۔

اللہ مسلمانوں کو توفیق عطا کرے کہ وہ حق پر صرف حق کے معیار سے غور کریں اور ایسی بے ہودہ بکواسوں پر اعتنا نہ کریں جنہیں اہل باطل صرف حق سے متنفر بنانے کے لئے تصنیف کیا کرتے ہیں۔و اخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔ ✿✿✿

(بقیہ---------حضرت علیؑ شخصیت)

کچھ کرنا اسی کی خوشنودی کے لئے کرنا۔غریبوں،مسکینوں اور مصیبت کے ماروں سے ہمیشہ محبت اور ہمدردی کا برتاؤ رکھنا اور کبھی لوگوں کی بھلائی اور اصلاح وفلاح کے کاموں میں کوتاہی نہ کرنا۔

امیر المومنین حضرت علیؑ کی زندگی اسلامی فکر وکردار کی بلند ترین مثال ہے جو زمانہ کے ہر موڑ پر انسانیت کی رہنمائی کرتی رہے گی۔

✿✿✿